٦۔ اُردو مراٹھی کے ثقافتی رشتے

سیّد یحییٰ نشیط

ELKFRQ

پہلی بات : انسان زبان کے ذریعے اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ زبانیں وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی ہیں۔ کسی علاقے میں بولی جانے والی زبان جب اپنے آس پاس موجود دوسری زبانوں کے تعلق میں آتی ہے تو فطری طور پر ان کا اثر بھی قبول کرتی ہے۔ ایک زبان کے الفاظ جب دوسری زبان میں شامل ہوتے ہیں تو وہ مزید ترقی یافتہ ہوتی چلی جاتی ہے۔ اُردو زبان نے بھی کئی زبانوں کے اثرات قبول کیے ہیں۔

ادب سماج کا آئینہ ہے۔ سماج میں جو بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، ان کے اثرات ادب پر پڑتے ہیں۔ سماجی اقدار، رسومات، رواج اور تہذیبی وتمدنی روایات سے ادب موضوعات اخذ کرتا ہے اور انھیں سماج میں پیش کرتا ہے۔ سماج میں نشوونما پانے کے دوران بعض مرتبہ کسی زبان کا ادب دوسری زبان کے ادب کو متاثر کرتا اور دوسری زبان کی ادبی روایتوں کو بھی قبول کرتا ہے۔ اُردو کے اثرات کی وجہ سے مراٹھی میں جس طرح غزل کو فروغ حاصل ہوا اسی طرح مراٹھی کے اثرات کی وجہ سے اُردو میں کئی مراٹھی اصناف کو قبول کیا گیا۔ درج ذیل سبق میں اُردو مراٹھی کے باہمی ثقافتی اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

جان پہچان : سیّد یحییٰ نشیط یکم جنوری ۱۹۵۰ء کو کل گاؤں، ضلع ایوت محل میں پیدا ہوئے۔ اکتالیس سال درس و تدریس کے پیشے سے وابستگی کے بعد ۲۰۰۷ء میں وہ بحیثیت ہیڈ ماسٹر ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ کو تحقیق و تنقید سے بھی گہری دلچسپی ہے۔ ’اُردو میں حمد ومناجات، اسطوری فکر و فلسفہ، اُردو مراٹھی کے تہذیبی رشتے‘ آپ کی قابلِ ذکر تصانیف ہیں۔ ادبی خدمات کے اعتراف میں آپ کو سیتو مادھوراؤ پگڑی ایوارڈ، مولانا قاضی سجاد حسین ایوارڈ اور حفیظ میرٹھی ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔

مہاراشٹر میں مسلمانوں کی بود و باش اور تہذیب وتمدن کے آثار آٹھویں صدی عیسوی سے پائے جاتے ہیں۔ عرب تاجر مسعودی اور یاقوت کی کتابوں میں چول اور تھانہ میں مسلم بستیوں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ وَلبھ رائے گووند سوم (۸۱۴-۷۹۳ء) اور اموگھ ورش (۸۷۷-۸۱۴ء) کے دورِ حکومت میں تو مسلمانوں میں شرعی اُمور کی پاسداری کے لیے مسلمان ناظم مقرر کیا جاتا تھا جسے مقامی زبان میں ’ہُنرمن‘ کہتے تھے۔ یہ غیر مسلم بادشاہ مسلمان مجرموں کو شریعت کے مطابق سزا دیا کرتے تھے اور ہنرمن کے انصاف پر تکیہ کیا جاتا تھا۔

اتحاد و اتفاق کی بدولت یہاں کی ہندو مسلم ثقافت ایک دوسرے سے متاثر ہوتی رہی اور ایک دوسرے کو متاثر کرتی رہی، اس پر مستزاد یہاں کی روحانی تعلیم جس کے سوتے صوفی سنتوں کی خانقاہوں سے پھوٹے۔ انھوں نے ظاہری رنگ ڈھنگ کو اُجالنے کی بجائے باطن کو مجلّٰی کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ظاہری اعتبار سے تو آدمی کا مذہب الگ الگ ہوسکتا ہے، باطن میں البتہ اس کی روح ایک ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خانقاہوں میں ہندوؤں کے گرو اور مٹھوں میں مسلمانوں کے مرشد آپس میں ہم رشتہ دِکھائی دینے لگے تھے۔ غرض کہ مہاراشٹر میں خسروانہ جاہ وجلال اور درویشانہ فقر و حال کے مابین یگانگت اور بھائی چارے کی نشوونما ہوتی رہی اور اس سازگار ماحول میں ہندو مسلمان ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے عقیدوں کا احترام کرنے لگے تھے۔ سماجی دوریاں ختم ہونے

لگی تھیں اور ثقافتی رشتے مضبوط ہونے لگے تھے۔ ایسے حالات میں زبانوں کے اشتراک اور بلا تفریق استعمال نے ان کے ادب پر بھی اثر ڈالا۔ چنانچہ مراٹھی کے صوفی شاعر شیخ محمد کا یہ شعر زبانوں کی ثقافتی یکجہتی کی عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔

دونوں انکھیاں کا ایکچی دیکھنا
دُئی بھاشی ورنیلا ایکچی جانا

दोनों अंखियाँ का एकची देखना
दुई भाषी वरनेला एकची जाना

یعنی جس طرح دونوں آنکھوں سے ہم ایک ہی چیز دیکھ سکتے ہیں، اسی طرح دو زبانوں میں ایک ہی مضمون بیان ہوسکتا ہے۔

شیخ محمد نے اپنی بعض مراٹھی نظموں میں ایک مصرع مراٹھی کا تو دوسرا اُردو کا لکھا ہے۔ اس طرح کی شعری صنعت کو تلمیع کہتے ہیں۔ اس دور میں اُردو اور مراٹھی زبان و ادب کو قریب لانے کی یہ کوشش قابلِ تعریف کہی جاسکتی ہے۔ یہی روایت ہمیں مراٹھی سنت شاعر ایکناتھ مہاراج کی مراٹھی نظم 'ہندو- ترک سنواد' میں بھی دِکھائی دیتی ہے۔ انھوں نے رسولِ اکرمؐ کی ایک نعت بھی لکھی ہے جو غیر مسلم شعرا کے نعتیہ کلام کا اوّلین نمونہ ہے۔ اس طرح نفرت کی بیخ کنی کرنے اور تمام نوعِ انسانی میں بھائی چارہ اور محبت پیدا کرنے کے لیے مراٹھی کے ان سنت شاعروں نے دھرم، ذات پات اور زبان کے امتیاز و تفوق سے ہٹ کر انسانی فلاح کا رشتہ ہموار کیا۔

باہمی رفاقتوں کا یہ سلسلہ اُردو میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ سترہویں صدی کے معروف بزرگ سیّد امین نے 'مجذوب السالکین' لکھی تھی۔ اس کتاب کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا، "میں چاہتا ہوں کہ مذکور کروں صوفیائے ہر دو قوم کا بیچ دکھنی زبان کے۔ میرے جیو میں آیا کہ مسلمانی ہور ہندوی مذہبی لفظاں جمع کر کر واسطے صوفیان ہر دو قوم کے ایک رسالہ بناؤں۔" سیّد امین نے اس کتاب میں مراٹھی محاوروں اور کہاوتوں کا بڑی خوب صورتی سے استعمال کیا ہے۔ شیواجی مہاراج کے دور کے مشہور سنت رام داس سوامی کے شاگردوں میں شاہ تراب چشتی کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ انھوں نے اپنے استاد کی مشہور مراٹھی کتاب 'مناچے شلوک' سے متاثر ہوکر دکھنی زبان میں 'من سمجھاون' لکھی تھی۔ ان دونوں کتابوں کی خوبی یہ ہے کہ ان کی بحر ایک ہی ہے اور بعض مضامین میں بھی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یہ کتابیں آدمی کی اندرونی اصلاح اور سماجی فلاح کے لیے لکھی گئی تھیں۔ اس طرح ہندو اور مسلمان شعرا کی یہ ساری کوششیں اُردو اور مراٹھی کے ادبی روابط کو مضبوط کرنے میں بڑی اہمیت کی حامل رہی ہیں۔

عربی، فارسی اور اُردو میں مرثیے کو وقار حاصل ہے۔ یہ ایک ادبی شعری صنف ہے جسے مراٹھی میں 'روایتی' کہا جانے لگا۔ فرق اتنا تھا کہ 'روایتی' نوحہ اور بین کے قبیل کی صنف بن کر مراٹھی میں گائی جانے لگی۔ اس کے برعکس 'بھارُوڑ' خالص مراٹھی صنف رہی ہے۔ اس میں رمزیہ حقیقت کو آشکار کیا جاتا ہے۔ اُردو میں خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ نے اپنا رسالہ 'شکارنامہ' اسی اسلوب میں لکھا ہے۔ مراٹھی میں ایکناتھ کے بھارُوڑ بہت مشہور ہیں۔

اُردو مراٹھی کے یہ ادبی دھارے آگے بڑھ کر مہاراشٹر کی ثقافت کو بھی اپنے میں سمو لیتے ہیں۔ یہاں کی ثقافت میں 'پھگڑی' کے کھیل کو مذہبی تقدس حاصل ہے۔ ناگ پنچمی کے تہوار پر عورتیں پُھگڑی کھیلتی ہیں۔ اس کھیل میں دو عورتیں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر گول گھومتی ہیں۔ گھومتے وقت زمین پر پاؤں کا جماؤ اور پشت کی جانب جسم کا پورا جھکاؤ ہوتا ہے اس لیے ایک دوسرے کے ہاتھوں

کو مضبوطی سے پکڑا جاتا ہے۔ پوری قوت سے گھومنے کی وجہ سے سانس پھولنے لگتی ہے اور ہوٗ ہوٗ کی آواز منہ سے نکلتی ہے۔ پھگڑی کے کھیل کے ان نکات کو ذہن میں رکھ کر اُردو میں بعض 'پھگڑی نامے' لکھے گئے ہیں۔ ایک قدیم دکنی شاعر فریؔد کے 'پھگڑی نامے' میں 'ذکر دَم' کی تعلیم دی گئی ہے۔ چشتی سلسلے کے صوفیوں میں 'ذکر دم' کی بڑی اہمیت ہے۔ سانس اندر لیتے وقت 'اللہ' اور خارج کرتے وقت 'ہوٗ' کا ورد اس میں کیا جاتا ہے۔ بعض صوفیا دونوں جگہ 'اللہ، اللہ' کے ورد کو روا رکھتے ہیں تو بعض صرف 'ہو، ہوٗ' پر اکتفا کرتے ہیں۔ فریؔد نے اپنے پھگڑی نامے میں اسی ذکر کا ریاض کرایا ہے۔

فقیر اللہ شاہ نے البتہ اپنے پھگڑی نامے میں کہا ہے کہ جس طرح پھگڑی کے کھیل میں ہاتھوں کے چھوٹ جانے اور پیروں کے ڈگمگا جانے سے دور پھینکے جانے کا خدشہ رہتا ہے، اسی طرح صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے نفس اور شیطان کے وسوسوں سے پاؤں ڈگمگا جائیں اور اللہ کی رسّی ہاتھ سے چھوٹ جائے تو دوزخ کے عمیق گڑھے میں گر جاؤ گے۔

مراٹھی لوک ادب میں 'زاتے گیت' یعنی چکی پر گائے جانے والے گیتوں کی روایت رہی ہے۔ عورتیں بالعموم صبح کے وقت پتھر کی چکی پر اناج پیسا کرتی تھیں۔ چکی پیستے وقت تکان دور کرنے کے لیے عورتیں گیت بھی گاتیں۔ یہ لوک گیت مراٹھی شاعری کا ایک حصہ بن گئے ہیں۔ اُردو میں تعلیمِ نسواں کے لیے ہمارے صوفیائے کرام نے اسی قبیل کے گیت 'چکی نامے' کے عنوان سے لکھے ہیں۔ ان میں ایک 'چکی نامہ' خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ سے منسوب ہے۔ اس گیت میں کہا گیا ہے کہ "تن کی چکی کو شریعت کی کیل پر ایمان کے دستے کے سہارے اتنا گھماؤ کہ سوتن (شیطان) تھک جائے۔"

اس سے پتا چلتا ہے کہ عورتوں کے مزاج اور ان کی نفسیات کو پیش نظر رکھ کر ہی اس طرح کے چکی نامے لکھے گئے ہیں۔ میراں جی اور فاروقی دکنی کے چکی نامے بھی اُردو کے لوک ادب میں شمار ہوسکتے ہیں۔ ان کے علاوہ تربیتِ نسواں کے لیے جس طرح مراٹھی میں 'پالنے گیت'، 'بھوپالی' وغیرہ لکھے گئے، اُردو میں 'لوری نامے'، 'جھولنا نامے'، 'سہاگن نامے' جیسی نظمیں عورتوں کی اصلاح کے لیے لکھی گئی ہیں۔ اُردو میں اس ادبی ثقافت کو مراٹھی کی تقلید کہا جاسکتا ہے۔ ان منظومات میں اگرچہ ادبیت کی کمی ہے لیکن عوامی ادب میں ان کا مقام مسلّم ہے۔

معانی و اشارات

پاسداری	-	بجا آوری، لحاظ
تکیہ کرنا	-	بھروسا کرنا
مستزاد	-	زائد
خانقاہ	-	صوفیوں کی تعلیم گاہ
باطن	-	اندرون
مجلّی کرنا	-	روشن کرنا
خسروانہ	-	شاہانہ
جاہ و جلال	-	شان و شوکت
فقر و حال	-	غربت، افلاس
اشتراک	-	میل جول، شراکت داری
اِیکچی	-	ایک ہی
تُرک	-	مراد مسلمان
دُئی	-	دو
بھاشی	-	زبان
ورنیلا	-	بیان کیا گیا
جانا	-	جانیے

بیخ کنی کرنا - ختم کرنا، جڑ سے اُکھاڑنا
تفوق - برتری
جیو - جی
لفظاں - دکھنی میں 'لفظ' کی جمع
رسالہ - چھوٹی کتاب، کتابچہ
خدشہ - ڈر، خوف

عمیق - نہایت گہرا
پالنے گیت - لوری نامہ
بھوپالی - بچوں کو صبح نیند سے جگانے کے لیے گایا جانے والا گیت
مسلّم - تسلیم کیا ہوا

مشقی سرگرمیاں

سبق کا بغور مطالعہ کیجیے اور سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

٭ ذیل کے بیانات میں سے صحیح بیانات کو نقل کیجیے۔

۱۔ یہ غیر مسلم بادشاہ تمام مجرموں کو شریعت کے مطابق سزا دیتے تھے۔
۲۔ صوفی سنتوں نے ظاہری رنگ ڈھنگ کو روشن کرنے کی سعی کی۔
۳۔ سازگار ماحول میں ہندو، مسلمان ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے عقیدوں کا احترام کرنے لگے تھے۔
۴۔ شعر کا ایک مصرع مراٹھی اور دوسرا مصرع اُردو کا ہو تو اسے صنعتِ تلمیع کا شعر کہا جاتا ہے۔
۵۔ سنت تکارام مہاراج نے آپؐ کی عقیدت میں ایک نعت لکھی تھی۔

٭ ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ مہاراشٹر میں مسلمانوں کی بود و باش کے زمانے کا تعین کیجیے۔
۲۔ صوفیوں اور سنتوں کی روحانی درس گاہوں کے نام لکھیے۔
۳۔ جس صنف میں 'ذکر دَم' کا تذکرہ ہے اُس کا نام لکھیے۔
۴۔ سبق میں مذکور چار صوفیوں کے نام لکھیے۔
۵۔ ولبھ رائے گووند کے دورِ حکومت کے پس منظر میں 'ہنر من' کی حقیقت بیان کیجیے۔
۶۔ صوفی سنتوں کے لیے استعمال کیے جانے والے دوسرے الفاظ لکھیے۔
۷۔ صوفی شاعر شیخ محمد کے شعر کا مطلب بیان کیجیے۔
۸۔ مصنف کے مطابق صنعتِ تلمیع کے استعمال کا سبب لکھیے۔
۹۔ سنت رام داس سوامی اور شاہ تراب چشتی کی کتابوں میں یکسانیت کو اُجاگر کیجیے۔
۱۰۔ مراٹھی شاعری کی دو اصناف کے نام لکھیے۔
۱۱۔ مراٹھی زبان کے اوّلین نعت گو شاعر کا نام لکھیے۔
۱۲۔ 'چکّی نامے' کے لیے مراٹھی اصطلاح لکھیے۔
۱۳۔ اس مذہبی خیال کو بیان کیجیے جس کی عملی تعبیر پھگڑی کا کھیل ہے۔

٭ گروہ 'الف' میں مصنّفین کے نام دیے ہوئے ہیں اور گروہ 'ب' میں کتابوں کے نام ہیں۔ مناسب جوڑیاں لگائیے۔

مصنّفین	کتابیں
سیّد امین	اسطوری فکر و فلسفہ
سنت رام داس سوامی	مناچے شلوک
شاہ تراب چشتی	شکار نامہ
خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ	مجذوب السالکین
	من سمجھاون

٭ جدولی خاکہ مکمل کیجیے۔

٭ سبق سے محاورے تلاش کر کے لکھیے۔

٭ ذیل کے لفظوں کے ہم معنی لفظ سبق سے تلاش کر کے لکھیے۔

رہائش ، مذہبی عبادات وتعزیرات ، زائد ، کمی ہونا یا نہ ہونا ، حقی لگانا ، پیر

٭ خالی چوکون مکمل کیجیے۔

۱۔ مسلمان ناظم
۲۔ مراٹھی صوفی شاعر
۳۔ مراٹھی سنت شاعر
۴۔ مرثیہ مراٹھی ادب میں
۵۔ رمزیہ نظمیں
۶۔ ناگ پنچمی کا کھیل
۷۔ پھگڑی نامے کی تعلیم
۸۔ چکّی پر گائے جانے والے گیت

٭ ہندوستانی تہذیب وثقافت اور صوفی سنتوں کی تعلیم کی روشنی میں درج ذیل بیانات کا استحسان کیجیے۔

۱۔ اتحاد و اتفاق کی بدولت یہاں کی ہندو مسلم ثقافت ایک دوسرے سے متاثر ہوتی رہی۔ اس پر مستزاد یہاں کی روحانی تعلیم جس کے سوتے صوفی سنتوں کی خانقاہوں سے پھوٹے۔ انھوں نے ظاہری رنگ ڈھنگ کو اُجالنے کی بجائے باطن کو مجلّی کیا۔

۲۔ جس طرح پھگڑی کے کھیل میں ہاتھوں کے چھوٹ جانے اور پیروں کے ڈگمگا جانے سے دور پھینکے جانے کا خدشہ رہتا ہے، اسی طرح صراطِ مستقیم پر چلتے ہوئے نفس اور شیطان کے وسوسوں سے پاؤں ڈگمگا جائیں اور اللہ کی رسّی ہاتھ سے چھوٹ جائے تو دوزخ کے عمیق گڑھے میں گر جاؤ گے۔

٭ ذیل میں کہانی / واقعے کے آغاز کی ابتدائی سطریں دی ہوئی ہیں۔اس کی مدد سے کہانی / واقعے کو مکمل کیجیے۔

قومی شاہراہ پر حسبِ معمول چھوٹی بڑی گاڑیوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ اچانک پانچ سات لڑکوں کا قافلہ تیز رفتار بائیک پر شور کرتا ہوا آ پہنچا۔ اسی وقت فضا میں چیخ اُبھری ....

اضافی معلومات — **اُردو کا عوامی ادب**

عام طور پر عوامی ادب تحریری شکل میں نہیں ہوتا بلکہ سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ عوامی ادب، لوک گیت، لوک ناچ اور لوک ناٹک کسی نہ کسی صورت میں دنیا بھر کی انسانی تہذیبوں میں ضرور پائے جاتے ہیں۔ عوامی ادب کا معیار عوامی سطح کا ہوتا ہے۔ اسے معیاری ادب کے اُصولوں پر پرکھا نہیں جاتا۔ عوامی ادب میں مصنوعیت بالکل نہیں ہوتی بلکہ ذہن میں اُٹھنے والے خیالات اور دِلی جذبات فطری طور پر بیان کر دیے جاتے ہیں۔ یہ ادب اصلاحی اور تفریحی قسم کا ہوتا ہے۔

مہاراشٹر کی صوبائی زبان مراٹھی میں عوامی ادب کی روایت نہایت مستحکم ہے۔ یہاں کے سنتوں نے لوک گیتوں کا سہارا لے کر عوام الناس کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ انھوں نے عورتوں کی اصلاح کے لیے زاتے گیت، پالنے گیت، بھوپالی، پھگڑی گیت وغیرہ نسوانی نفسیات کو سامنے رکھ کر لکھے ہیں۔ صوفیائے کرام نے بھی اُردو میں ایسے عوامی گیت لکھے ہیں۔ ان میں چکی پر گائے جانے والے گیت 'چکی نامے'، بچوں کو جھولے میں سُلانے کے لیے گائے جانے والے گیت 'لوری نامے'، چرخہ کاتتے وقت گائے جانے والے گیت 'چرخی نامے' کہلاتے ہیں۔ صوفیوں نے ان گیتوں میں عوامی بولی اور عوامی رہن سہن کو شامل کرنے کے جتن کیے ہیں۔ اُردو میں ڈھول کے گیت اور شادی کے موقع پر گائے جانے والے گیت اسی قبیل کے ہیں۔

درج ذیل ویب سائٹس کا مشاہدہ کیجیے۔

www.urdughar.com
www.urdurisala.com
www.urduacademyonline.com
www.urduseek.com

عملی قواعد

مرکب جملہ

☆ تحریکِ آزادی کا درخت برگ و بار لایا / تو / اس کی فصل کا لوگوں میں بٹوارا ہوا۔

☆ سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں / کہ / الہ آباد میں کانگریس کا ایک جلسہ تھا۔

☆ انھوں نے کسی درزی سے شیروانی کی تراش سیکھ لی / اور / درزی کا قصہ ہی پاک ہوگیا۔

اوپر کی مثالوں کے جملے دو دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ان میں الفاظ 'تو'، کہ، اور' ترچھے خطوط کے درمیان لکھے گئے ہیں، اپنے سے پہلے اور بعد آنے والے حصوں کو جوڑتے ہیں۔ ایسے جملوں کا ہر حصہ 'آزاد فقرہ' کہلاتا ہے (اگر چہ یہ اپنی جگہ پورا جملہ بھی ہے) جب یہ آزاد فقرے حروفِ عطف (تو، مگر، کہ، اور وغیرہ) سے جوڑے جاتے ہیں تو ان سے مرکب جملہ بنتا ہے۔ آزاد فقروں کو جوڑ کر مرکب جملہ بنانے کے لیے 'پھر، ورنہ، لیکن' وغیرہ کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

* نیچے دیے ہوئے جملوں کو قوسین میں دیے ہوئے لفظوں سے جوڑ کر مرکب جملے بنایئے۔

۱۔ دعوت کا وقت آیا .... مہمان کے لیے ڈیوڑھی میں چٹائی بچھا دی۔
(تو ، اور ، پھر)

۲۔ تکیہ داہنی بغل میں ہے .... بائیں ہاتھ میں لوٹا ہے۔
(لیکن ، اور ، کہ)

۳۔ وہ ایک زندہ دل انسان تھے .... یہ سب عہدِ شباب کی باتیں ہیں۔
(پھر ، مگر ، تو)

۴۔ جیل تو ہزاروں لوگ گئے .... ان کی زندگی سے ہم ناواقف ہیں۔
(اور ، لیکن ، کہ)

۵۔ وہ غور و فکر کے عادی نہ تھے .... ان میں تدبر کی کمی تھی۔
(مگر ، یا ، اور)

محوِ حیرت ہوں...

آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ اپنے کسی فرانسیسی دوست سے موبائل فون پر اُردو میں بات کریں اور وہ اسے فرانسیسی میں سنے یا کوئی عرب عربی میں بات کرے اور اسے آپ اُردو میں سنیں۔

اب یہ ممکن ہے! اس کے لیے آپ کو ایک خاص قسم کے ہیڈفون کا استعمال کرنا ہوگا جسے انٹرنیٹ کے سب سے بڑے سرچ انجن گوگل نے متعارف کرایا ہے۔ یہ چالیس زبانوں میں ترجمہ کرنے والا ہیڈفون ہے۔ یہ پکسل بٹ (pixel bit) اور مصنوعی ذہانت (artificial intelligence) کے استعمال کی بدولت ایک زبان کو دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کی خصوصیت رکھتا ہے۔ ایسا ہیڈفون استعمال کرکے ہم کسی بھی غیر زبان کو موبائل پر آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ صرف ترجمے کی حد تک محدود نہیں، اگر ہم کسی کو فون کرنا چاہیں تو موبائل ہاتھ میں پکڑنے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی؛ ہیڈفون کے مائک میں ہدایت دیں اور وہ فون پر رابطہ قائم کردے گا۔ ہے نا دلچسپ بات!

اضافی معلومات: شجرکاری

درختوں اور جنگلات کی اندھادھند کٹائی نے ماحول کا توازن بری طرح بگاڑ دیا ہے۔ اس کی وجہ سے نہ صرف انسان بلکہ نباتات اور حیوانات کے لیے بھی کئی مسائل پیدا ہوگئے ہیں۔ اس وقت دنیا کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ گلوبل وارمنگ کا ہے۔ اس شدید بحران نے دنیا کے ہر ملک کو پریشان کر رکھا ہے اور آئے دن اس کے سدباب کے لیے جلسے منعقد ہورہے ہیں۔ اس خطرے سے نمٹنے کے لیے ہم ہر سال شجرکاری کرتے ہیں۔ گھروں، اسکولوں اور کھیتوں میں پودے لگاتے ہیں۔ ہماری مذہبی کتابوں میں بھی شجرکاری کی ترغیب ملتی ہے۔ ہمارے نبی حضرت محمدؐ نے شجرکاری کو سراہتے ہوئے اپنی اُمّت کو درخت لگانے کی ترغیب دی ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے پھر اس میں سے پرندہ یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔" ایک روایت کا مفہوم ہے کہ جب کوئی کسان کھیتی کرتا ہے تو پودوں کا پتّا پتّا جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کا ثواب کھیتی کرنے والے کو ملتا ہے۔